

W. H. P. A.

Chas. J. P. A. 1882

V35921

Date: 11-14/10

Title - HIDAyat TAMMAH

MARDOF BA

JACOBAS DASAM NAMA

Created - Abai Kehnuat Hesan.

Publisher - Nagree Press (Mersut).

Date - 1909

Page - 32.

Signature -

وَأَنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا ۚ فَأْتُوا بِهِ مِمَّا كُنْتُمْ تُدْعَوْنَ بِهِ ۖ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُمْتَرِينَ

شہداء کے ۷۳

الحمد لله والمنة لله ساله مظهر فصاحت بلاغت في مبين روضتها كتاب سمانی

ہدایت نامہ

سمر دہشت

جواب قسم نامہ

یعنی

جی۔ آر۔ ناجھ ریاست وٹشی لیکچرار آریسا فروینڈت کرپارام جاووی بحیرہ

اعترافوں کا جواب

یعون رب المن جناب مولوی ابو حست حسن حصا صانہ اللہ عن الشر ولفتن

القادی میرٹھی نے ہر خاص و عام کی آگاہی اور فائدے کیلئے تصنیف کیا

التدیر پس پھر میں باہتمام مٹشی ندیر حسین پراکھیا

نے ہمایا

پیشین

کریم الدین



U35921

۲۹۷

۸۱۲۱

۳۵۹۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور وروستہ پینبران
طمس سے پیش اور باب سخن

بعد حمد خالق کون و مکان
قوم کا واعظ ابو حجت حسن

جس طرح فرعون مصر کے عہدین کہ گمراہ سحر کا رواج تھا اور ملک کمانتین ہر شخص کے سر پر چھڑی
تھا۔ ہزاروں شعبہ ہاں اسی بہانہ روٹی کھاتے اور رسیوں کے سانپ بننا بنا دکھاتے تھے اپنی
کے ناز پر حق سے غافل اور سچے فلاسفوں حق گوؤں سے جا ہلا نہ مقابلہ کی ٹھراتے تھے جنکے کمال
پورا پورا بھروسہ کر کے فرعون احاطہ بندگی سے نکل چٹا دھوئی خدائی کر بیٹھا اور اپنے قلم و قریں جی والو
کسی کو دارائے جہان کا نام لینے اور ذکر کرنے بالکل نہیں دیتا تھا۔

CHEC وقت خدا تعالیٰ کی رحمت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ بھولے بھٹکے کو سنبھالے کفر کے ق
مین ڈوبتے کو نکالے تو انہیں ساحروں کے رنگ ڈھنگ پر بنی اسرائیل میں کے ایک جوان مروسیا
موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو عصا اور بیضا وغیرہ آیات بینات کی زینت سے سجاکر اگلے مقابل
کھڑا کر دیا اور ایک معمولی ہاتھ اور ادنیٰ سی لاشی سے اپنی قدرت کے گونا گوں نمونے اور رنگار
مشاہدے کر کے سب کی استاذی کا منہ مٹی سے بھر دیا۔

برق اعجاز کی روشنی آنکھوں میں پھرتے ہی ایسی کاٹ لگی کہ سب کی کفر و جہالت کا وہند لا
جاتا رہا بصیرت و بصارت اس قدر بڑھ گئی کہ خود بخود سحر و معجزہ میں کفر و ایمان میں فرق کرنے
اور یقیناً جان گئے کہ موسوی اعجاز شعبہ اور سحر کے علم کا نتیجہ نہیں یہ جناب اللہ آیت بینہ
جب ہی زمین عجز پر سر بسجود ہو کر جناب باری میں بزرگانہ عرض کرنے لگے اَمَّا رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
مُؤْمِنِی وَكَافِرِیْنَ اَللّٰهُمَّ اٰمِنًا رَبِّ الْعَالَمِیْنَ رَبِّ الْمُسْلِمِیْنَ اور بادشاہ
کی طرف سے اپنے مالوں نقصان اور جانوں کے زیان کا غم و اندیشہ مطلق نہ رکھا بلکہ اُسکے ہر
سدا کے پر بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ کہ تو یہی کہ اَللّٰهُمَّ اٰمِنًا رَبِّ الْعَالَمِیْنَ رَبِّ الْمُسْلِمِیْنَ
فَاَقِصْ مَا اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا لَقِصْنِیْ هٰذَا الْحَبِیْۃَ اَللّٰهُمَّ اٰمِنًا رَبِّ الْعَالَمِیْنَ رَبِّ الْمُسْلِمِیْنَ اَوْ

اَلْهُدٰى عَلٰی سَبِيْلِ السَّخِيْرَةِ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔ اور کل عالم سے ایک دم کفر و ضلالت کی تاریخ کی دور ہوئی اور ذرہ ذرہ آفتاب ہدایت و رشاد کی شعلوں سے چمک اٹھا۔

اسی طرح جناب سالتھاب برگزیدہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمان برکت نشان میں ہر گھر علم ادب کا چرچا اور شعر و سخن کا دستور اس درجہ تھا کہ مجتہد و محققانہ جلسوں و دریاہ و شاوی وغیرہ کی محفلوں میں بجز اسکے کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ بعضوں نے اپنی مہارت اور لیاقت کے زعم میں اگر اپنے طبع و اوصاف کی تعریف کے دروازہ پر آویزان کر رکھے تھے کہ جب کوئی بلاغت و غیر وہیں دعویٰ ہو وہ ان میں نقصان نکالے۔ پر انکی تقریر پر کوئی حریف نہیں ہوا۔

مرد تو ہر زمانے میں مرد ہی ہوا کرتے ہیں۔ اُن دنوں عرب کی عورتوں کی بھی عجیب حالت تھی کہ وہ بھی فن بلاغت و فصاحت کے بدون ٹکڑا نہیں توڑتی تھیں اور ایسی زمین و ذکی کہ حساب مصرعہ چپان کر کے فرسیدہ مصرعہ کا مافی الضمیر معلوم کر لیتی تھیں۔

امراء القیس کی بیٹیوں کا ذکر ہے کہ جس وقت انکا باپ اپنی بد عملی کے سبب پہاڑ کی کھوہ میں پڑا گیا تو قتل ہونیکے وقت اپنے قاتلوں سے کہنے لگا میں نے ایک مصرعہ تیار کیا ہے اللہ میری بیٹیوں تک پہنچا دیجیو اور وہ یہ ہے ع یا بَنَاتِ امْرِئِ الْقَيْسِ اِنْ اَبَاكُمْ سَأَلَ امراء القیس کی بیٹیوں بیشک تمہارا باپ) تو اُسکے قاتلوں نے ایسا ہی کیا پہلے اُسکو مار ڈالا۔ پھر اُسکے گھر جا کر اُسکی دختروں سے اُسکا پیغام مصرعہ مذکورہ پہنچا دیا۔ لڑکیوں نے سننے ہی اُسکو پکڑ لیا اور کہا کہ اس مصرعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا باپ مارا گیا اور اُسکے مارنے والے تم دونوں ہو کیونکہ اُسکے آگے بجز اسکے کوئی دوسرا مصرعہ چپان نہیں ہو سکتا کہ ع قَتَلْتُمُوْا قَاتِلُوْهُ لَمَّا كُنَّا بِمِشْكِ مَارِگِیَا اور اُسکے ماریو اُسے تمہارے پاس موجود ہیں۔ انکا اصل سبب تلاش کر آیا تو امراء القیس کے قاتل وہی دونوں نکلیے۔

فارس و ایران و روم و یونان وغیرہ کے فضلاء کی ہمہ دانی اور ملاقاقت لسانی عرب کی فصاحت سے ہرگز قبول نہیں کر سکتے تھے مگر ان بیانات پر کہ حضرت موسیٰ لائے جہاں پاس اور اس خرابہ کہ جس نے ہنگو پیدا کیا یہ تو حکم جو کرنا والا ہو اور جو کچھ تو حکم کرنا والا ہے، اس حیات دنیا کا ہر تحقیق ہم ایمان لائے اپنے پروردگار پر تاکہ بخشے ہماری خطائیں اور اس نحو کو جو ہم نے سیکھا ہے کیا حضرت موسیٰ پر اور اللہ بہتر ہے اور باقی ترجمہ (تیرا عذاب تو گزر جائیو الا یہ)

اور سحر بیانی کے رو بہ رو پہنچ تھی اس واسطے وہ غیر ارب کو انجم کو ٹھکا، بولتے اور صحیفہ موسیٰ دانایہ
جیسی کے ابواب کم کھولتے تھے جسکے باعث بیدینی کی تاریکی نے مثبت یجور کی مانند خطہ عربیہ و قباہ
کر رکھا تھا اور بجز فضل مولا کے بظہان راہ حق سے دولت ایمان اور صیانت دین جہنم سے جان بچانے
کی صورت اور تدبیر کوئی نہیں تھی۔

سو حکمت اللہ اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اہل عرب کے پیرایہ میں سر دفتر حکمت و درات صحیفہ رشد و ہدایت
کہ جس سے انکی طبیعت کو لگا و ہوا اور باسانی راہ پائین کسی اُمی شخص کی زبانی سُنا انا چاہئے سو کامل انسان
بقیل موسیٰ بن عمران سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ جنکی راستبازی و صدق شکاری
کے وہ خود بھی شاہد اور قاری تھے اور خوب جانتے تھے کہ آپ کی ذات جامع کمالات اُمی ہونے کے
علاوہ علما و بیہود و نصاریٰ وغیرہ کی صحبت سے بھی بہرہ ور نہیں ہتے۔ سو جسوقت انہوں نے خدا کے
ناظم عالم کا کلام مجبوز نظام شاہ و دو جہان کی زبان گوہر افشان سے بے تکلف و بے اختیار نکلتا سُنا
تو استعمال الفاظ با محاورہ اور مقام و شرط و جزا و ظرف و منطوق فیہ و کل و جزو نوع و جنس و مسبب
سبب و تناسب و استعارہ و تشابہ و جناس و طباق و وصل و فصل و عکس و قلب و مشاکلہ و
مبالغہ و جمع و تفریق و تقسیم و تاکید و تم و مثل و ضرب غیرہ کی رعایت اوسے دعوای اور اخبارات
اور بے نظیر ہدایات اور موثر بیانات اور گوناگون صنائع و بدائع وغیرہ لفظی و معنوی خوبوں پر غور کر کے
پھر حک اُٹھے اور مان گئے کہ فی الواقع فصاحت و بلاغت قرآنی طاقت انسانی سے باہر ہے۔ چٹا پتھر
قصائد معلقہ اُتار لئے کہ اس قدر قی نظم کے سامنے کہ اُمی شخص کی زبان سے بے تکلف و بے اختیار
برآمد ہوتا ہے۔ ہمارے قصص اور بناوٹ کا بے تمکا اور غیر موزون ہونا از خود ظاہر ہے فَاَمَنْ مَنْ
اَمَنْ اور بے نصیب آدمی دلی عناد کی وجہ سے اسکو سحر سے تعبیر کرنے لگے حالانکہ وہ بھی کمال
فصاحت پر وال ہے اور اساطیر الاولین کہنے کے علاوہ اس پر کوئی بُرا اتہام نہ لگا سکے اور یہ بھی
انکی نوئے بدکا ہمانہ تھا۔ درحقیقت قرآن قصہ کہانی سحر و کمانت نہیں۔ قول فصیل اوسچی ڈگری
اور دفتر ہدایت و حکمت مسلمہ حکما و فصحا عرب سے اسی لئے روز و نزل سے تا اند کم کسی نے قرآن
کے نظم پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور یہ الزام بھی نہیں دیا کہ آن سرور دین کو چمٹے سکایا یا فلان شخص
ٹھہر یہ فن فصاحت و بلاغت و صنائع و بدائع وغیرہ کی اصطلاحیں ہیں۔

سے سیکھتے یا اہل علم کی مجلس میں بیٹھتے دیکھا ہے بلکہ فَاَوْفُوا بِوَعْدِكُمْ مَعَهُ کے تقارہ کی گونج سن
سن سن ہو گئے۔ سر اُبھارنا کسا دم بھی نہ مارا اور نہ قیامت تک کوئی اتنی جرات ہی کر سکتا ہے
وَلَا تَكُنْ اَنْ يَّبْعَثَهُمْ لِبَعْضِ ظَنَائِرِكُمْ اور ان عجیبوں کا تو کیا کتنا جو وہی ہم ہم ہم ہم ہم ہیں
جس پر طرہ یہ کہ عربی کا اردو ترجمہ سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ ہاں البتہ ایک دوسرے کا رد چاٹ
چاٹ کر اُگلنا اور ایسے اعتراض کرنا جانتے ہیں کہ جبکہ وجود قرآن سے منفق و اور وید وغیرہ
اُن کی مذہبی کتابوں میں موجود ہے۔ یا جبکہ جواب بارگاہ چوکا مگر تفسیر لیکر اعتراض کرنے
سے باز نہیں آتے۔

مضمون رسالہ فقہ نامہ پر وہ نشین کا ذاتی سرمایہ جمین۔ منشی اندرمن کی کتاب صلوٰۃ اللہ
کے صفحہ ۱۷۳ اور ۱۷۴ سے چڑا پا ہوا ہے نہ معلوم اُسے کس برتے پر یہ شیخی بگہاری اور ماتھے پر غنی
ٹیکا لگا کر ہتھیا میں دم بھرا اور مثل ہرچہ کو رکورہ جو ہڈا زکوٰۃ رکورہ کا مصداق بنا۔

علاوہ برآن مگر فقہ نامہ تو کوئی بڑا ہی بڑول یا پر وہ نشین معلوم ہوتا ہے کہ ٹی کی اڑ میں قمار
کھیلتا ہے۔ ورنہ اس میں آرام اور آزادی کے زمانہ میں رسالہ پر نام نہ لکھنے سے کیا مطلب۔

خیر ہر کہ بادا باد یہ عاجز ہے ہفوات و اہیات کا جواب محققانہ دینے کو حاضر ہے اُسید
برآنکہ جو لوگ آریوں کی تالیفات و رہارہ قہما سے قرآنی کے خرمیا پر نہیں وہ ضرور ہی انوراق
کو بھی ملاحظہ فرمائینگے۔ کیونکہ یہ رسالہ عموماً سب کا اور خصوصاً فقہ نامہ کا الزامی و تحقیقی جواب
ہے۔ کہ قبول افتدز ہے عز و شرف :

قال۔ مولف فقہ نامہ صفحہ (۱) اکثر مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا اچھا نہیں کہ قرآن
شریف میں منع کیا گیا ہے وَلَا تَطْعَمُوْا مِمَّا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ (قسم کھانے کی اطاعت نہ کر)

اقول۔ انتخاب مسلمانوں کو ناحق اتنا نام لگاتے ہیں۔ سچی قسم کھانے کو کوئی مسلمان یا عادل انسان
برا نہیں سمجھتا اور نہ قرآن شریف میں سچی قسم کھانے کی ممانعت ہے۔ کیونکہ موقع کا گواہ پیش کر سکتے
کی حالت میں قسم کھائی جاتی ہے اس واسطے وہ شاہد کے قائم مقام قرار دی گئی ہے۔

آپ شریف وَلَا تَطْعَمُوْا مِمَّا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ (لغو اور جھوٹی قسم کھانے والوں کی عدم اعتباری

ثابت کرنے میں نازل ہوئی ہے نہ سچی قسم کھانے کی ممانعت میں۔

اب پردہ نشین کی دعا بازی اور خیانت پر دازی پر خیال کرنا چاہئے کہ پورے جملے میں سے فقط جزو اقل موصوف پر انکشاف کیا اور جزو ثانی صفات کو مکمل چھوڑ دیا اور حلاوت کے معنی حالت لکھے جو از روئے علم ادب و لغت عرب درست نہیں ہیں۔ کیونکہ جبوقت کسی جملہ کی تفسیر عمدہ جزو یا فضلہ صفات کیساتھ کی جاتی ہے تو موصوف اور صفاتوں کا مجموعہ ایک کلمہ کے حکم میں ہوتا ہے اور حلاوت بالافہ کا صیغہ ہے۔ لغت عرب میں یہ اکثر پیشہ ور کیلئے آتا ہے جیسا کہ تراز۔ جلاؤ۔ حلاج۔ حجام۔ حراح۔ ندات۔ قصاب۔ دباغ۔ وغیرہ۔ حلاوت اُسکو کہتے ہیں جسکا پیشہ قسم کھانا ہو۔ پس پورے جملے کے معنی یہ ہیں وَلَا تَطْعَمُ كُلَّ حَلَاثٍ يَهْدِيَنَّ هَكَذَا مَشَاوِ بَيْنِهِمْ مَنَّكَ لِلْخَيْرِ مَعْنِيكَ اَنْتُمْ عَمَلٌ بَعْدَ ذَلِكَ زَيْجُهُ ا تو کماست مان ہر ایک ایسے قسم خور کا جو ذلیل عیب سخن چین جمل خور مان غیر سنگار گندگار سخت رو و درشت خود ہوا اور با اینہم حرام کا جنا ہوا ہو۔

تمام مفسرین کے نزدیک اس حلاوت سے مراد نوع و ذہن و لیدین وغیرہ ہے کہ قسم خوری کا پیشہ کر نیکی علاوہ با اینہم ذما یم مذموم تھا۔ آنحضرت تہی مرتبت کے حضور میں دوسرا شقیہا سمیت حاضر ہوتا۔ قسمین کھا کھا قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کا اور آپ کی ہودت و محبت کا اقرار کرتا اور دم بھرتا اور پس پشت بد زبانی کرتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَطْعَمُ كُلَّ حَلَاثٍ اَلَا نَتَّكَرُ اِیْسَے شقیہا کی قسم مستبر نہیں۔

اس آیت سے بہر نوج پردہ نشین کا مفہوم مرد و سہے اور اہل حق کا مسلک بوجہ حسن مشہور ہے کہ حلاوت کے معنی حالت نہیں قسم خوری کے پیشہ والا ہیں۔ آیت وَلَا تَطْعَمُ سچی قسم کھانے کی ممانعت میں نہیں اُتری۔ قسم خوری کے پیشہ والوں کی عدم اعتباری ثابت کرنے میں وارد ہوئی ہے۔ قرآن کو متم کرنیکی نیت سے پردہ نشین نے صریحاً کر کیا داؤن کھیلکہ موصوف کو لے لیا اور اسکے صفات کا ذکر نہ کیا۔ سچ ہے اِنْ کَبِدَ کُنْ عَظِیْمَ۔

قولہ۔ (صفوہ) اور اُسی کے مطابق مولانا دوم نے شنفی کے دفتر دوم میں لکھا ہے

ہرستان فق مصحفہ زید فضل	سوئے پیغمبر یاوردانہ دخل
بہر سو گند آنکہ ایمان جنتیت	ز آنکہ سو گند ان کثران را سعتیت

<p>ہر زمانے بشکند سو گند را ز انکہ ایشان را دو چشمے روشنیست</p>	<p>چون نذار و مرد کزور دین وفا راستان را حاجت سو گند نیست</p>
<p>नपठेत (یونان کی بولی سیکھنے اور جینیوں کے مندر میں نہیں جانا چاہئے) پر وہ نشین نے سیکھی ہی نہیں یا حجب کے سبب فہم میں نہیں آئی ورنہ اسکا مطلب ہمارے مفہید مدعا ہے نہ اہل خلافت کے موافق چنانچہ وہ یہ ہے کہ ہر منافق ایک ایک قرآن بغل میں دبا کر پیغمبر خدا کی طرف لایا فریب سے۔ قسم کھانے کیلئے اس واسطے کہ قسم ڈھال ہے اسی وجہ سے فریب کی قسم منافقوں کا طریقہ ہے اور یہی سبب ہے کہ منافق دین میں وفا دار نہیں ہوتا بار بار سو گند کھا کر عہد و پیمان کرتا ہے اور توڑتا ہے۔ مومنوں کو فریب کی قسم کی حاجت نہیں۔ اسلئے کہ ان کی چشم میں بین روشن ہے۔</p> <p>قولہ۔ (صفحہ ۲) حدیث میں آیا ہے مَنْ خَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ جو خدا کے سوا دوسرے کی قسم کھاتا ہے بیشک وہ مشرک ہو جاتا ہے۔</p> <p>اقول۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد صحیح ہے قانون عباد میں غیر خدا کی قسم کھانی شرک صریح ہے کیونکہ انسان رویت کا شاہد پیش نہ کر سکنے کی حالت میں قسم کھاتا ہے اور اپنے مقسم بہ کو موقع کے گواہ کا قائم مقام ٹھہراتا ہے۔ پس ایسا شاہد بخیر ذات عالم الغیب کے کوئی نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا کہ فلاں شخص میرے ظاہر و باطن سے ماہر اور بہر حال حاضر و ناظر ہے۔ کفر صریح و شرک فی العلم ہے اور معتقد اسکا مشرک کیونکہ غیر عالم کو شاہد غیب قرار دیتا ہے۔</p> <p>قولہ۔ (صفحہ ۱۲) اس پر ہم نے جو قرآن کے ورق ورق کو غور سے دیکھا تو معاملہ بالکل پاپا یعنی خود خدا کے محمدیہ اس میں جا بجا ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کی قسمیں کھاتا ہے۔</p> <p>اقول۔ آپ نے قرآن شریف کے ورق ورق کو نہیں اُلٹا بلکہ اندر میں کے رد کو چاٹا جب وہ درون پر نہایت میں نہ سنبھلا تو زہر کی طرح اُگلا۔ دیکھو کتاب صولت اللہ صفحہ ۱۷۳ تا ۱۷۴۔ اور اسکا رد ظفر البین مصنفہ مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۸۔</p>	<p>اقول۔ بقول آریہ بزرگان فارسی کیچھون کی زبان ہے از روئے ہایت مذہبی</p> <p>यावन्ती भाषा नमश्चेत्तु नैनमश्तिम् (یونان کی بولی سیکھنے اور جینیوں کے مندر میں نہیں جانا چاہئے) پر وہ نشین نے سیکھی ہی نہیں یا حجب کے سبب فہم میں نہیں آئی ورنہ اسکا مطلب ہمارے مفہید مدعا ہے نہ اہل خلافت کے موافق چنانچہ وہ یہ ہے کہ ہر منافق ایک ایک قرآن بغل میں دبا کر پیغمبر خدا کی طرف لایا فریب سے۔ قسم کھانے کیلئے اس واسطے کہ قسم ڈھال ہے اسی وجہ سے فریب کی قسم منافقوں کا طریقہ ہے اور یہی سبب ہے کہ منافق دین میں وفا دار نہیں ہوتا بار بار سو گند کھا کر عہد و پیمان کرتا ہے اور توڑتا ہے۔ مومنوں کو فریب کی قسم کی حاجت نہیں۔ اسلئے کہ ان کی چشم میں بین روشن ہے۔</p> <p>قولہ۔ (صفحہ ۲) حدیث میں آیا ہے مَنْ خَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ جو خدا کے سوا دوسرے کی قسم کھاتا ہے بیشک وہ مشرک ہو جاتا ہے۔</p> <p>اقول۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد صحیح ہے قانون عباد میں غیر خدا کی قسم کھانی شرک صریح ہے کیونکہ انسان رویت کا شاہد پیش نہ کر سکنے کی حالت میں قسم کھاتا ہے اور اپنے مقسم بہ کو موقع کے گواہ کا قائم مقام ٹھہراتا ہے۔ پس ایسا شاہد بخیر ذات عالم الغیب کے کوئی نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا کہ فلاں شخص میرے ظاہر و باطن سے ماہر اور بہر حال حاضر و ناظر ہے۔ کفر صریح و شرک فی العلم ہے اور معتقد اسکا مشرک کیونکہ غیر عالم کو شاہد غیب قرار دیتا ہے۔</p> <p>قولہ۔ (صفحہ ۱۲) اس پر ہم نے جو قرآن کے ورق ورق کو غور سے دیکھا تو معاملہ بالکل پاپا یعنی خود خدا کے محمدیہ اس میں جا بجا ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کی قسمیں کھاتا ہے۔</p> <p>اقول۔ آپ نے قرآن شریف کے ورق ورق کو نہیں اُلٹا بلکہ اندر میں کے رد کو چاٹا جب وہ درون پر نہایت میں نہ سنبھلا تو زہر کی طرح اُگلا۔ دیکھو کتاب صولت اللہ صفحہ ۱۷۳ تا ۱۷۴۔ اور اسکا رد ظفر البین مصنفہ مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۸۔</p> <p>لہ با صطلاح وید سلہانون اور یونانیون کیون کتے ہیں ۱۲</p>

چونکہ قائلانِ تناسخ کے نزدیک جملہ موجودات یکسان ہے مفضل و مفضل علیہ کوئی چیز نہیں
یہی مادہ و روح شور اور گئے ہیں موجود ہے اور اسی سے مرکب انسان اور گوبر کے کیڑوں کا
وجود ہے پھر کسی کو ادنیٰ اور کسی کو اعلیٰ تصور کرنا یا گائے کو ماما ماما اور بیل کو ناپاک جاننا
کمال نادانی اور جہل و سفاہت کی نشانی ہے۔ زمانہ سابق کے رشی و سنی اور دیوی دیوتا بلکہ خود
پریشورجی جن طرح خاک و باد و آب و آتش وغیرہ اختیار کو معظّم اور پریشور کے آتش (حصص) مانکر
پوجتے تھے ویسے ہی اُنکے معتقدین کو ہر چیز معظّم و مکرّم ماننی چاہیے اور بلا تخصیص ہر اعلیٰ و
ادنیٰ شے اپنی مسجد و لہار گروانی چاہئے۔ ع کہ درآفرینش نہیک جو ہر اند

اور اپنی سچو دہانہ گردانی چاہئے۔ ح کہ درحقیق میں ایک بوجہ ہر انداز میں
حدیث میں مختلف الخ جناب رسالت مآب کا قانون ہے اسکی پابندی خدائے قادر کی رضا
اور اپنی بیہودی کے لئے انسان کا فرض ہے۔ کیونکہ وہ مسکلف ہے۔ مگر خدائے قادر نہیں
اس لئے کہ وہ محکوم و مجبور نہیں جیسا کہ کسی کو مارنے مروادینے۔ تباہ کرنے کروادینے۔ زندوں
کے ویت و دمان سے پھڑوا دینے وغیرہ میں خدا تعالیٰ کی ذات مجرم نہیں ہو سکتی اسی طرح اشیاء
کی قسم کھانے میں بھی مجرم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ مسکلف اور مترشح کا پابند نہیں اور افعال مذکورہ کے
از کتاب میں انسان مجرم ہے اس لئے کہ وہ مترشح کا پابند و مسکلف ہے لَا يُسْأَلُ عَمَّا كَفَرَ وَهُمْ
يُتَسَاءَلُونَ۔ سورہ انبیاء پارہ ۱۷۔

گراہل خلاف کے نزدیک احکام و شرائع کی پابندی و تکلیف ذات پر مشیوری پر بھی واجب ہے

हे (सगराः) अन्तरिक्ष अवकाशयुक्त अग्नयः) अच्छे पदार्थों-
को प्राप्त करने वाले विद्वानी तुम (मा) मुझको (मित्रस्य) मित्र की
दृष्टि से देखो (सगराः) विद्योपदेश अवकाशयुक्त होकर —
(अग्नयः) जैसे सब प्रकार की अग्नियों की रक्षा करते हैं वैसे (सग-
रेण) अन्तरिक्ष के साथ वर्तमान (रोद्रेण) शत्रुओं को मलाने वाले
(नाम्ना) प्रसिद्ध (अनीकेन) सैना से (मा) मुझे (पात) पालिये (आ-
नयः) जैसे ज्ञानी लोग सबको सुरक्षित करते हैं वैसे (पिपृत) सुखों
से पूरण कीजिये (गोपायत) और पालन कीजिये और (मा)
मुझको कभी (मा हिंसीष्य) नष्ट मत कीजिये (मे) मेरा बार-
बार (वार) आपको (नमः) नमस्कार ॥

یجر وید باب ۵ منتر ۳۴ ॥ ५० यजुः ॥ (३४) हो (प्रस्तु) ॥
 خلاصہ۔ اے اہل ثروت آسمان سے ملے ہوئے پنڈت تو تم مجھ کو بے نگاہ محبت دیکھو گم وضاحت
 سمیت ہر قسم کی آگ کی حفاظت جیسے تم کرتے ہو ویسے ہی آسمان سے ملی ہوئی اور دشمنوں کو
 رولانے والی فوج سے میری پرورش کرو جیسے علم والے سب کو شکھ دیتے ہیں ویسے مجھے بھی
 خوشیوں سے بھرو اور پالو میرا اس مدت کرو میں آپ کو بار بار نرسکار کرتا ہوں منتر ۳۴ باب ۵
 یجر وید حصہ اول صفحہ ۲۲۴ دیانندی بھاش (آگے سے ایسا کبھی نہیں کرونگا، مگر وہ کیوں

ماتے ہو گئے بلکہ یوں فرماتے ہو گئے کہ چپ۔ خود کردہ را علا جے نیست
قولہ (۲) بڑے تعجب کی بات ہے کہ دوسروں کیلئے خدا فرمائے کہ قسم کھانے والوں کی احاطت
 نہ کرو اور خود طرح طرح کی بڑی تاکید سے قہین کھاتا ہے۔

اقول۔ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اسلئے کہ ہم معاش قسم خوروں کی بے اعتباری ظاہر کرتا ہے
 اور سچی قسم کھانے کا حکم دیتا ہے دیکھو سورہ یونس۔ و سبنا و تخابن آیت قل بلی و یذکر (تو کہہ میرے
 پروردگار کی قسم ہے، مگر عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ قسم کھانے وغیرہ امور میں ہماری شرائع اور
 قوانین کا مکلف و پابند نہیں وہ تو خود مختار ہے اور اسکے ہر امر پر یہ وہ نشین جیسے احمق کہہ
 سکتے ہیں کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ پریشور دوسروں کیلئے منع فرمائے کہ فلاں فلاں کام
 مت کرو (جیسا مارنا مارنا وغیرہ) اور خود شب و روز انہی کاموں میں مشغول و مصروف رہتا
 ہے مگر اس تعجب کا اہل علم کے نزدیک کچھ تعجب نہیں بلکہ انکے نقصان عقل کا بدیہی ثبوت ہے۔
قولہ۔ (صفحہ ۲) ہمارا سوال ہے کہ قہین خدا خود کھاتا ہے یا محمد و لو اتا ہے بہ تقدیرا قل خدا
 بڑا جھوٹا ہے۔ بہ تقدیر دوم محمد صاحب خدا کے قول کو مقبضہ سمجھا۔ انتہی لمخصاً۔

اقول۔ قرآن میں ایراد قسم سے فصاحت و بلاغت وغیرہ کا اظہار حقیقی مقصود ہے۔ اسلئے
 یہ قسمیں نہ خدا تعالیٰ خود کھاتا ہے اور نہ اسکا حبیب لو اتا ہے بلکہ آپ کا مفہوم مذکورہ ہی مردود
 ہے۔ فصاحت و بلاغت میں با محاورہ الفاظ کا استعمال اور مقام کی مطابقت شرط ہے اور
 جب تک روزانہ محاورہ اور استعمال کلام باہمی کی اور مخاطبت فی مابین کی رعایت نہ رکھی جائے
 کلام فصیح و بلیغ نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ کتب معانی و بیان وغیرہ میں بالتصریح لکھا ہے کہ حیثیت
 خطاب منکرون سے ہوا اور انکار کرنیوالے بھی مان موجود ہوں تو قسم و ان و آن وغیرہ حروف
 تاکید سے کلام کو موکد و مستحکم کرنا عین فصاحت ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ کو اگرچہ بذات خود اور آنحضرت
 صلعم کے خاص خطاب کے اعتبار سے قسم کی ضرورت نہیں تھی مگر مراعات تذکرہ کے لحاظ سے
 مخالفون معاندوں کو خوار و ذلیل کرنے کے لئے قسم کو یاد کیا اور ایسے مقامات میں حسب محاورہ
 عربیہ کھانی عین فصاحت ہے۔ مان اتنا سمجھتے کیلئے علوم معانی و بدائع و بیان وغیرہ میں مہارت
 ضروری ہے اور وہ آریوں کو نصیب نہیں ہے۔

ایشان زکب و عشق بازی زکجا	ہندو زکجا و زبان تازی زکجا
<p>علامہ برآن قرآن میں مضمون کا صادر ہونا ایسا ہے کہ جیسا پریشور کا گائتری وغیرہ چندوں اور شرح وغیرہ مضمون میں وید گانا اور بات بات میں فرماتا کہ اس بات کو تم نشیجے جانو۔ (یقیناً جانو) اب ہم پوچھتے ہیں بطریق مسطور ویدوں کو پریشور خود گانا اور تعین دلاتا ہے یا کسی شی منی کے غیر فصیح وغیرہ معتبر ٹھہرانے سے بر تقدیر اول بڑا جھوٹا اور لغو سرا ہے کہ آگ۔ پانی سورج ہوا۔ بجلی۔ آندر۔ قورن وغیرہ دیوتاؤں کی جھوٹی تعریفیں گاتا ہے کیونکہ جھوٹی تعریف درونگو کے سوا زبان پر کوئی نہیں لاتا۔ مگر درونگو کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ویدوں کو کسی نے آج تک قبول نہیں کیا اور برہمنوں کی چھپر پائے سے باہر اسے قدم نہیں دیا کیونکہ اس کی آیت آیت کا نام رچا ہے اور رچا کے معنی ہیں جھوٹی تعریف بیان کرنا۔ اسپر جو پھر وید کی سطر سطر کو غور سے دیکھا تو ایک بھی جھوٹی تعریف سے خالی نہ پائی۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بقول آریہ پریشور دوسروں کو تو جھوٹ بولنے سے منع فرمائے اور خود مزے سے جھوٹ لگاۓ</p>	<p>ازین معنی کرا حیرت نزا ند معلم کار شیطانی نزا ند</p>
<p>بتقدیر دوم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گنی انگر وغیرہ وید کے رشیوں کو اسکی رچاؤں پر عمتاد نہیں تھا اس واسطے وہ ایک ہی بات کو بار بار سناتا اور غصہ ہو ہو حروف تاکید لاتا اور فرماتا ہو گا کہ اس بات کو تم نشیجے جانو۔</p> <p>قولہ = منہج العابدین میں ہے کہ جو کوئی خدا کے کلام پر اعتماد نہ لایا اسے اپنے تئیں بد حیث ہلاکت پہنچایا اور آمادہ سو گند کیا۔</p> <p>اقول۔ آمادہ سو گند کیا یہ صاحب منہج کا مقولہ ہے۔ قرآن و حدیث میں کہ حجت پکڑنے یا استدلال کے قابل ہو۔</p> <p>قولہ۔ پھر اسی کتاب میں حسن بصری سے منقول ہے کہ ایسا آدمی مخذول و ملعون ہوتا ہے۔</p> <p>اقول۔ لاریب جو شخص خدا کے قول پر اعتماد کرے وہ ملعون و مخذول بلکہ مورد قہر و عتاب ہوتا ہے۔</p> <p>قولہ۔ پھر اسی کتاب میں ہے کہ بانیہ ببطامی نے ایک فن چور سے سوال کیا اُسے جو ابد یا میں بہت بہتین قرون سے نکالی ہیں مگر وہ شخصوں کے سوا کسی کو و قبلہ نہیں پایا بانیہ نے کہا اسکا</p>	

سبب یہ کہ انہوں نے کلام الہی پر ابرام نہیں کیا۔

اقول۔ اس کی بازپرس اُس قرآن چور کے ذمہ ہے جسے اس حال کو چشم خود دیکھ کر بیان کیا تھا لیکن قرآن شریف میں تو اتنا وارد ہے وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى (طس) جو شخص قرآن حق سے روگردانی کرے بیشک اُسکے لئے دنیا میں تنگی کی گزران ہے اور اٹھا دینگے ہم اُسکو دن قیامت کے اندھا اور دوسرے مقام میں ہے وَقَدْ آتَيْنَاهُمْ لَئذِ الذِّكْرَ ۖ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وِزْرًا ۖ خَلِيلَيْنَ فِيهِ وَ سَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حِمْلًا ۝ اور تحقیق دیا ہم نے تجھ کو اپنے پاس سے قرآن۔ جو کوئی مٹھ پیرے اُس سے پس تحقیق وہ اٹھاویگا دن قیامت کے بوجھ دوامی۔ اور بُرا ہے واسطے اُنکے دن قیامت کے بوجھ اٹھانا۔ اسپر پردہ نشین کو بھی ذرا غور و تدبیر کرنا اور حق سے ڈرنا چاہئے۔

قولہ۔ ان باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے محمدیہ نے اپنے کلام کی بے اعتباری دور کرنے کے واسطے بار بار سو گند کھائی ہے۔

اقول۔ اقل تو ان باتوں پر قرآن شریف کی صداقت کا مدار نہیں۔ دوسرے ان باتوں سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص کلام الہی پر اعتماد نہ کرے وہ موردِ قہر خدا و مستحقِ عذاب ہوتا ہے۔

چنانچہ جن کفار بدشعار نے حضرت ختمی مرتبت کی نبوت و رسالت نہیں مانی تھی اور عنادِ باطنی کے سبب قرآن شریف کی عظمت ہی کم جانی تھی وہ طاعون و غیرہ امراض میں مبتلا ہوئے اور گتے کی موت مرے اور جن حضرات نے اسپر اعتماد و ابرام کیا اور آپ کو سچا رسول جانا وہ ایمان لائے اور دارین میں فائز المرام ہوئے۔

قولہ۔ بعضے اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ قرآن شریف بزبانِ عربیٰ ترا اور فصحا عرب کا قاعدہ ہے کہ بسوقت تاکیہ مضمون بتطور ہوتی ہے اُسوقت قسم یاد کرتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ نے قہمیں کھائی ہیں۔

اقول۔ چشمِ بداندیش تو برکندہ باد	عیبِ مدہنرش در نظر
----------------------------------	--------------------

یہ وہ عمدہ تر جواب اور سخن دلپسند ہے کہ جس سے خصوم کا بولِ خطا اور ناطقہ بند ہے مگر کیا کریں

اہل غنا قرابت کی قدر و منزلت کیا جانیں۔ سرمہ بستی کی خریدار علون کی قیمت کیا پہچانے۔

قدر اگلی آگ جانتا ہے ہما کو چنڈ کب پہچانتا ہے

قولہ۔ (صفحہ ۴) کافر ایمان نہیں لاتا گو ہزاروں قسین خدا تعالیٰ کھائے۔

اقول۔ قسم تاکید کلام کیلئے ہوتی ہے اور تاکید کلام کا حصر مخاطب کی تصدیق و تکذیب پر نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ مستحکم مخاطب کے ذہن نشین کر دینے کا ذمہ وار نہیں بلکہ اس کا کام ہے فقط سنا دینا یعنی حسب ضرورت ابتدائی یا طلبی یا انکاری ضرب احسن طور سے لگا دینا۔

فہم سخن گر نکلند مستمع قوت طبع از مستحکم مجو

در حقیقت کافر ہی ایمان لاتا ہے عرب ایران چین و ہندوستان کفرستان تھے جون جون ایمان لائے مسلمان کہلے۔ بقول پردہ نشین اگر کافر ایمان نہ لاتے تو مندرون کی جگہ مسجدیں مسلمان کیوں نہ بناتے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ نور پر سرور اسی کو نظر آتا ہے جو آنکھوں سے پردہ نقیب ہٹاتا ہے۔ اور جب کائنات حجاب جہالت میں مستور ہے وہ بیشک رکاوٹ و دیکھنے سے محذور ہے۔

ز آبگینہ زرد چون سازی نقاب زردینی جہلمہ نویر آفتاب
بشکن آن شیشہ کبود و زرد را تاشناسی گرد راہ و مرد را

قولہ (صفحہ ۴) بانی قرآن پر کیا آفت آئی تھی کہ اُسے کفار عرب کی پیروی کی۔ اگر خدائے محمدیہ کا یہی حال ہے تو فصحاء عرب کی طرح بت پرستی بھی کرتا ہوگا۔

اقول۔ ناقص العقل جو چاہیں بکا کرین اپنا کام تحمل اور بروباری ہے۔

اگر نادان بوحشت سخت گوید خردمندش بہ نرمی دل بچوید

مخاطبت میں محاورہ مخاطبین کی رعایت ضروری ہوتی ہے نہ اُنکے افعال کی۔ قرآن چونکہ زبان عربی نازل ہوا اسلئے اس میں محاورات عرب کی رعایت لامحالہ ضروری ہوئی۔ سو اسی طرح عمل میں آئی۔ تاکید کی جگہ تاکید کی اور قسم کے محل پر قسم کھائی۔

اگر اہل خلاف کے نزدیک مخاطبت میں اتباع افعال بھی شرط ہے انگریزوں اور یہودیوں اور پارسیوں کے ساتھ انگریزی عبرانی فارسی بولنے میں وہ عشاء و ربانی اور لحم قر بانی کھاتے اور آگ کی عبادت وغیرہ بجالاتے ہوئے ورنہ اتباع افعال نہ کرنے کے سبب اُنکے کلام میں عدم فصاحتی اور

بے اعتباری لازم آتی ہوگی۔

نہ معلوم وید کے مصنف پر کیا آفت آئی تھی کہ اُس نے وید پنا نے مین بھائون کی پیروی کی
سُرتاں علم موسیقی کی راہ لی۔ شعراء عرب ایران کے کلام کی مانند باہم مربوط و متقفی اور مطلق و مسجع
نہ بنایا بلکہ آگہ وغیرہ کے مصنف کی طرح بے سرو پا اور بے ٹھکانہ لگا گیا۔ اور آسمان و زمین وغیرہ
سب کے روبرو نیاز مند نہ ماثلاً ٹھکانا۔ اور ہنسنا کی۔

جس سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ وید کا مصنف کوئی منفی تھا اور گائے بھائی کے سوا علوم و
فنون مطلق نہیں جانتا تھا اور وید بھی گائی بھائی رام کہانی مبنی بر قواعد غنا ہے۔ کلام الہی بنا بر
قواعد علوم و مادی انام نہیں۔

قولہ (صفحہ ۴) مخلوقات کی قسم کھانی ایمان ہے یا کفران در صورت اول کیونکہ محمد صاحب
ماسوائے اللہ کی قسم سے نہی فرمائی گویا محمد صاحب نے خلقت کو ایمان سے روکا در صورت ثانی
بانی قرآن شد مشرک ہے کہ ماسوائے خدا کی قسم کھاتا ہے۔

اقول۔ پیشتر عرض کر چکا ہوں کہ مخلوقات کی قسم کھانی از روئے قانون مکلفان کفران ہے
کیونکہ اس میں ماسوائے اللہ کی معیت و عظمت کا بندوں کے دل میں خیال پیدا ہو جائے گا گمان ہے
وہ قدرت کاملہ و حکمت بالغہ خداوندی کہ ذرہ ذرہ میں نہاں ہے اُنکے خیال ناقص میں نہیں آتی
اور انہیں اشیا کو عظیم جان کر پوجنے لگ جاتے ہیں اور یہی شرک ہے۔ اس واسطے آنحضرت صلیع
نے غیر خدا کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اور سبحانہ تعالیٰ کی ذات کہ مخلوقات کی قیودات سے پاک ہو اسکو شرائع کا مسکف یا مقید
جاننا اگرچہ وید والوں کا عین ایمان ہے لیکن اہل حق کے نزدیک صریح کفران ہے کیونکہ وہ قادر
و مختار ہے مقدور و مجبور نہیں۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بظاہر معظم مخلوقات یا نافع موجودات وغیرہ کی قسم کھاتا ہی حقیقت
اپنے جاہ و جلال کا مرتبہ بتلاتا ہے کہ جن چیزوں کو تم روز روشن کی مانند دیکھتے ہو اور طرح طرح
کے فوائد اُن سے اُٹھاتے ہو وہ سب میری پیدا کی ہوئی ہیں۔ برین تقدیر اللہ تعالیٰ نے اپنی
صفات کاملہ کی قسم کھائی اور مخاطبوں کے سمجھانے کو کہ وہ انہی کے ذریعہ سے قدرتیں قادر

وصفت صنایع پہچان سکتے ہیں بظاہر یہ عنوان قسم ہوا۔

اگرچہ تیرا زکسان ہمیں گزردا | از کساندار بنید اہل خرد

قولہ۔ بعضے محمدی اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ سو گند آفتاب و ماہتاب وغیرہ کہ اپنے کلام میں جو خدا تعالیٰ نے یاد کی ہو عظمت الہی پر دال ہے کیونکہ عظمت مخلوق برہان عظمت خالق ہے۔

اقول۔ واہ کیا عمدہ جواب باصواب ہے مگر جس حسیہ کچھ کم کو زبردست و دست عظمت مخلوق برہان عظمت خالق پہنچے کہ وہ خالق کا فعل ہے اور فعل کی صفت حقیقت فاعل کی صفت ہے چونکہ خالق غیر مخلوق اور مخلوق محسوس ہے اس واسطے بہت جلد عظمت خالق خائنہ دل میں جاگزین ہوتی ہے اسلئے غیر اللہ کی قسم کھانی درست نہیں۔
قولہ۔ صفحہ ۵، قسم اشیا جلیل القدر کی کھاتے ہیں کہ جبکا درجہ مافوق درجہ تقسیم ہوگا حالانکہ بالا درجہ اور سبحانہ تعالیٰ درجہ ملائکہ مقربین وغیرہ بھی نہیں۔ انجیر۔ زیتون۔ گھوڑے وغیرہ کا تو کیا ذکر ہے۔

اقول۔ اہل محاورہ ایسی اشیا کی قسم بھی کھاتے ہیں کہ جو ان کی مرغوبہ مطلوبہ یا ملک ہونے حالانکہ انکا درجہ درجہ حالت کے پائنگ بھی نہیں ہوتا چنانچہ ہندو جنیو اور گنگا اور جمنہ وغیرہ کی اور سکھ گورو جی کی اور گرتھ صاحب کی اور گھار گدھے کی اور حقہ نوش بن یعنی حقہ کی نئے کی اور عام ہندو اپنی اولاد کی اور گائے وغیرہ اموال کی قسم کھاتے ہیں اور ان قسموں کا رواج بنا برعلیم وید ہے چنانچہ پیر وید بھاش ویا تندی حصہ اول چھ باب سنتر ۲۲ کی تفسیر میں بندت دیانند صاحب صفحہ ۵۲

میں لکھتے ہیں۔
हे (वरुण) न्याय करने वाले सभापति किये हुये
न्याय में (-अघन्याः) नमारनेयोग गो-आदि पशुओं की
शपथ है (इति) इस प्रकार जो आप कहते हैं और हम लोग
भी (शपामहे) शपथ करते हैं आप भी इस प्रतिज्ञा को मत छो
ड़िये और हम लोग भी नहीं छोड़ेंगे ॥
اے (ورن) انصاف کرنے والے راجا ॥
کے ہوئے انصاف میں (اگھنیا) نہ مار نیکی قابل گائے وغیرہ حیوانات کی قسم ہے (اتی) اس طرح
جو آپ فرماتے ہیں اور ہم لوگ بھی (شپامہ) گائے وغیرہ حیوانوں کی قسم کھاتے ہیں تم بھی اس عمدہ
کا تو کیا ذکر ہے۔

اس معاہدہ میں لفظ گو آدیشو جو درج ہے اسکی رو سے آدمی اور بھینس گھوڑے گدھے وغیرہ
چوپاؤں کی اور تیتھر - بٹیر - مرغی - کونج - قاز - نرغ وغیرہ پرندوں کی اور کئی وغیرہ تلخ کی قسم جائز
اور عمدہ قانون ٹھہرتی ہے کیونکہ ان میں سے مارنیکے قابل ایک بھی نہیں اور انہی کی قسم راجا پر جا
وغیرہ سب کھاتے ہیں -

دعوم ثنائی کے آٹھویں باب شلوک ۱۰۹ سے ۱۱۲ تک ہر کہ جس مقدمہ میں مدعی و مدعا علیہ
گواہ پیش نہ کر سکیں تو صحیح صحیح حال دریافت کرنیکے واسطے حلف اٹھانا چاہئے اگلے زمانہ میں
بڑے بڑے رشیوں اور دیوتاؤں نے اپنے اپنے مطلب کو حلف اٹھائے ہیں - وسشت
رشی نے یونانیوں کے بادشاہ کے حضور میں قسم کھائی (واسشت کے زمانے میں ہندوستان
کا بادشاہ سکندر یونانی تھا) اونی سے معاملے میں پنڈت جھوٹی قسم کبھی نہ کھاتے کیونکہ جھوٹی
قسم کھانیوالا اگلے جہان میں مارا جاتا ہے - اپنے مطلب کو یا بہن کی حفاظت وغیرہ مال و
دولت کے معاملے میں کھاتے تو کچھ عیب نہیں (بلکہ مال ملتا ہے) بہن کو سچ کی حاجت کو
ہتھیاروں اور سواری کی ویش کو حیوانات کی جاٹ کو جبر و غیرہ شودروں کو تمام گناہوں کی
(یعنی چوری جوئے شربخوردی زنا حرام وغیرہ کی) قسم دلاوے اور لوہے کے گے گم کروا کر
اٹھواوے اور اہل مقدمہ کو پانی میں ڈبو اوے اور اُنکے بچوں اور جو رو کے سر پر الگ لگ
ہاتھ دھراوے یعنی جو رو کی جہاں اور بچے بچے کی قسم جدا دلاوے -

اب یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا گائے گدھا بھیڑ بکری تیتھر مرغی جنیو گنگا جمن
جو رو بچوں وغیرہ کا درجہ پریشور کے درجہ سے بالاتر ہے کہ اُن کی قسم اُسے خود کھائی ہے
یا بقول پردہ نشین پریشور اور منو وغیرہ اور راجا پر جا مذکورہ اشد مشرک ہیں کہ انڈے بچرنگ
حیوانات کی قسم خود بھی کھاتے ہیں اور دوسروں کی واسطے انکی قسم کھانے کو عمدہ قانون بتلاتے
ہیں اور بہر دو صورت معترض اپنے مذہبی علم سے واقف نہیں کہ جو قسمیں اُسکے مذہب میں
شرعاً و قانوناً جائز ہیں وہ ان کی ہنسی اڑاتا ہے پس اس حیثیت سے آپکا یہ اعتراض قرآن پر
نہیں کیونکہ وہ مخلوق کو مخلوق کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے بلکہ وید پر ہے کیونکہ وہ درست بتلاتا
ہے - پس معترض نے اپنے ویدوں پر آپا اعتراض کیا اور آپ ہی انکی ہنسی اڑائی -

افسوس جنکے مذہب میں ایسی ہیرو وہ اور لغو قسمیں قانوناً مروج ہوں کہ جنکے زبان پر لانے سے بھی شرم آتی ہے وہ خیانت باطنی کے سبب قرآن شریف پر معترض ہوتے ہیں اور اہل حق بوجہ قانون کی پابندی اور بحکم شرع محمدیؐ اذا خا طبہم الجاہلون قالوا سلاماً انہ نہیں کرتے خون کے گھونٹ پی لیکر چپ ہو جاتے ہیں۔

پری ہفتہ سوچ و دیو در کشتہ ناز | بسوخت عقل نہ حیرت کا بن چہ پورا محبت

قولہ۔ (صفحہ ۱۵) اشیا مذکورہ کی قسم کھانی سر اسرواہیات ہے۔

۱۔ اشیا مذکورہ سے آپ کی مراد انجیر نہ بیٹوں۔ گھوڑا وغیرہ اشیا، مرقومہ رسالہ میں کہ جن کو آپ تاواقفی کے سبب دینی اور حقیقہ جانتے ہیں حالانکہ وہ ادنیٰ اور حقیر نہیں بلکہ افضل ترین ہیروہ جتاو حیوانا ازروئے علم نباتات و حیوانات ہیں۔

انجیر تو اسلئے کہ اسکو دوسرے میوہ جات پر ایک خصوصیت ظاہری ہے اور ایک باطنی۔ پس ظاہری یہ ہے کہ وہ غذا بھی ہے اور دوا بھی اور میوہ کا میوہ از حد لطیف سلیج المضمین طبع۔ سرگمو او کو بدن سے باہر پسینے کی راہ نکالتا ہے۔ اسی لئے باوجود حرارت کے بھی وہ تپ کو مفید پڑتا ہو۔ بلغم کو تحلیل کرتا ہے مسام کو کھولتا ہے آداز کی گرفتگی کو نافع آلات جنہرہ کو سودمند مصفی دہن بدن کو فروہ کرنیوالا۔ گردے اور مثانے کو انگریزوں سے پاک کرنیوالا۔ کبد و طحال کے مد سے دفع کرنے میں بے نظیر۔ بواسیر کو دفع کرتا اور نقرس کے درد کو فائدہ بخشتا ہے۔ تعجب تریہ کہ انجیر سب کب کھایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی چیز پھینکنے کے قابل نہیں ہوتی۔ قرآن شریف میں کی مانند سر اسر مغز ہے کہ نہ مکشلی رکھتا ہے نہ چھلکا اور نہ کوئی ریگا رنگ و ریشہ کہ پھینکا یا جائے۔

نقل ہے کہ ایک شخص شہ دین صلعم کے حضور میں انجیرون کا طباق ہدیہ لایا آپ نے قبول فرما کر اس میں سے خود بھی کھایا اور احباب کو کھلایا اور ارشاد کیا کہ یہ میوہ بہشت کی سیوون کی مشابہت ہو کہ اس میں گٹھلی چھلکا وغیرہ پھینک دینے کے قابل کچھ نہیں۔ حضرت امام علیؑ موسیٰ رضاؑ سے منقول ہے کہ ہمیشہ انجیر کا کھانا بوئے دہن کو دور کرتا ہے اور بال سیاہ کرتا اور بڑھاتا ہے فالج سے محفوظ رکھتا ہے ان سب باتوں کے علاوہ یہ میوہ نہایت لطیف اور عجیب الخلق ہے بنا بنا یا نقرہ چھوٹا بڑا کہ جس سے کھانیوالے کو کسی طرح کی محنت ہو یا مشقت پڑے۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۱۸ پر دیکھو)

اقول :- دیکھنا بھی آپ کے ہم مذہب لوگ نہ سن لیں ورنہ دو باتوں میں سے آپ کو ایک ضرور کرنی پڑے گی۔ یا حسبِ قرار خود وید شاستر کو چھوڑنا اور واہیات کا ذخیرہ قرار دینا پڑے گا کیونکہ اس نے ہشیار مذکورہ کی قسم کھانے کو حرمہ دستور بتلایا ہے اور اسی پر عمل درآمد کر نیکو آریہ بزرگوں نے واجبِ ٹھہرایا ہے (چنانچہ وائسٹ جی کا بیان اور پرگز ناما یا اپنے رد کو آپ ہی چاہنا ہوگا کہ صریحاً دھرم ٹیکوں کے خلاف اُگلا ہے۔

یہاں پر معترض کی طرح اگر ہم بھی بیودہ سرائی کریں تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ قسمیں پریشور خود دکھاتا ہے یا کوئی رشی مٹی دلاتا ہے اگر خود دکھاتا ہے تو کاذب ہونیکے علاوہ بڑا بے سمجھ ہے کہ گائے

انجیر کی باطنی خصوصیتیں یہ ہیں کہ اہل کمال سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ اس کا ظاہر و باطن یکساں دوسرے میوؤں کے خلاف کہ اُن کا ظاہر یا باطن بھینک دینے کے قابل ہوتا ہے سب کا سب نہیں کھایا جاتا۔ انجیر کا درخت اپنے کمال کو قبل از دعویٰ ظاہر کرتا ہو کہ پہلے پھلتا ہے پھر پتے نکالتا ہے دوسرے درختوں کے خلاف کہ وہ پہلے پتے اور پھول نکالتے ہیں بعد ازاں اپنی صلاحیت نکالتے ہیں گویا یہ درخت صفت ایشاک موصوفت ہے کہ پہلے غیر کو فائدہ پہنچاتا ہے پھر اپنی آراستگی اور فائدہ کی تدبیر کرتا ہے دوسرے درخت ملو اور آدمیوں کی طرح ہوتے ہیں کہ پہلے اپنا بھلا کر لیتے ہیں بعد میں دوسرے کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

جس قدر خلقت کو انجیر سے فائدہ پہنچتا ہے دوسرے میوہ دار درختوں سے کم پہنچتا ہے۔ اول تو یہ سال بھر میں کئی بار بارور ہوتا ہے دوسرے اسکے پھول اور کچے پھل - گوہر - دودھ - پتے - چھال - کو نپل - سٹانگ - جڑ وغیرہ سب کام آتے ہیں کوئی چیز بیکار نہیں جاتی۔ آرسے اسکے پتوں کے ڈونے اور پاتر پتل بناتے ہیں۔ عیالی راعی وغیرہ دھوپ اور سینہ میں اسکے پتوں کی چھریاں بنا لیتے ہیں پیاسے مسافر وغیرہ اسکے پتوں کے ڈول بنا کر کنوئین سے پانی نکال لیتے ہیں۔ اسکے پتے لباس کا کام بھی دیتے ہیں۔ اسلامی مورخین کی روایات کے موافق جب حضرت آدم کا لباس ختم ہوا تو آپ نے بشت میں اسی درخت کے پتوں سے اپنا بدن ڈھانکا تھا۔

علاوہ بران انجیر کے گونا گوں فوائد کتب طب اور علم نباتات کی تشریح کی کتابوں میں بالتفصیل موجود ہیں جبکہ دیکھنے سے صفا معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت شرف الہیات ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی جامعیت پر کہ سب میوؤں کی خوبیاں اس میں پائی جاتی ہیں اور اسکے فوائد کثیر اور سیٹھیری پر طبع کر کے لائقِ قسم کھائی ہو

اور اس مناسبت کی کہ وہ انسان کی حاکمیت سے لکھتا ہے رعایت فرمائی ہے اور اپنے صنفِ معین میں اپنی صفتِ صناعتی کی عظمتِ جتلائی ہے کہ ایسا عجیب الخلقیت منبعِ فوائد و رحمت پہنچے ہی سیکر کیا ہے مگر چنگیز بڑھ پڑے اور گورکھ اور پیدپان اور کیت اور پیل وغیرہ ہندی میسے لگ رہے ہیں اور مولیٰ کی بھوجیا اور بھجیا کی - ون لالی کی سون کھا کھا کر عقل ماری گئی ہے وہ انجیر و زیتون کی حقیقت اور جستی میوہ و نکی لذت کیا جانیں مثلِ مشہور ہے حیدر داند بوز نہ لذات اور ک +

बदلتی हुई नीतिकے साथ (سوپیپل) سُنَدَا فَلَوں والا پوپل وُش
 (دُندِی) پراणी کے لِیے (مَدھ) مِیٹا فَلَ جیسے (پَچَیو) پکے ویسے پَکاتا پَویو
 یعنی (سِر سوتیا) بڑھتی ہوئی طرز کے ساتھ (سو پیلا) خوبصورت پھلون والا ایلِیخ (اندرائے)
 جاذر کیلئے (دُہو) بیٹھا پھل (پَچَیو) جیسے پکے ویسے پکیتا اور درست ہوتا ہے یعنی بڑی مشکل کھانیکے
 قابل ہوتا ہے۔ بھاشاں مذکور کے صلااحقہ سویمین بشر منتر سوا کے لکھا ہے۔

(پختہ) : پختہ प्रकार پاکوں سے (वायुः) पवन (आगः) काटने के दवसे -
 (आसीतमीवः) काली घोटियों वाला अग्नि (धूम्रः) मेघों से (व्यग्नोद्यः) क
 द्यक्ष (हृद्यः) उन्नति के साथ (शलमालः) सेवार हृद्य (वा) तुम्हको (अथवा) पाले
 اچھی طرح کی نیکوئی ہوگا کٹنے کے دھبے کالی چوٹیوں والا الٹی بادلوں سے بڑھ کا درخت
 (باقی دیکھو صفحہ ۱۷)

اقول۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی عظمت ظاہر کر کے اپنی عظمت ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ اسکی مخلوق ہیں اور مخلوق کی عظمت خالق کی عظمت پر دال ہے کہ جن اشیاء کی خلقت اور اصل حقیقت کی دریافت سے تم عاجز ہو وہ سب میری پیدا کی ہوئی ہیں۔ پس انسان اگر اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی قسم کھائے تو عظمت خداوندی سے محض اور غیر کی عظمت کا معقد کہلائیگا۔ اسواسطے غیر خالق کی قسم کھانی انسان کو وبال جان ہے اور اللہ تعالیٰ کہ سب کا مالک و متصرف ہے مقدر و مجبور نہیں۔ اور قسم کے لباس میں حکمت عملی کو بطور حجت عقلی کے پیش کرتا ہے اسکو قسم کھانی درست ہے کیونکہ خالق و مخلوق کا قادر و مقدر کا حاکم و محکوم کا حکم ایک نہیں ہوتا پس اللہ تعالیٰ کی قسموں کو انسان کی قسموں خیر کے ساتھ سینبل کا درخت تجھ کو پالے۔

اور یہ بھی اسی میں ہے (دیوئی، بجلی کی طرح روشن، دھونی پرین، چمکتے ہوئے سنہری پتوں والا درخت) شا کھا، بیٹھی شاخوں والا (سوپلا، خوبصورت پیپلیون والا (دیوہ) پیپل دیوہ عمرہ عمرہ گن دیو والا (ونسیتی، بن کا مالک سورج کی کرنوں میں جل رہا چمکا کر نولہ کی حفاظت کرنا والا (دیوم) عمرہ گن والے (اندرم) ابر کو (اور دھین) بڑھاوے (اگرین) بہت اونچا لٹا ہوا ہونے سے (دوم) سورج کو۔ (اسپریش) چھوٹے (اترکش) آکاش کو (بھومی) اور زمین کو (اور بہت) خوب دھارن کرے۔ (وسودھین) کل عالم کے (وسودنے) دھن دینے والا جیو کیلئے پیدا ہووے۔ پس پیپل کیا ہے زندوں کی غذا مردوں اور سورج کی کرنوں کو جل رہا چمکا کر نولہ کی حفاظت کا مالک و محافظ ہے اسی خیال سے سچے آریہ اسکو جل دیتے اور مردوں کے نام کی گھڑیاں اسکی شاخوں کے ساتھ آویزاں کرتے ہیں اور بہر صورت ظاہر ہے کہ قدیم آریوں کی گزران بڑھون ایسے نیبلون اور پیپلیون پر تھی انہی کو اڑھتے بچھاتے اور پکاتے کھاتے اور اسی صفت کی نعمت کے گیت گاتے تھے۔

ذیتون کا درخت بھی اسم باسمی ہے اور جامع فوائد ہے۔ اسکے ظاہری فوائد یہ ہیں کہ اسکے پھل کو سرکہ میں آچار بنا کر کھانا معدے کو قوت دیتا ہے بھوک بڑھاتا ہے دوا بھی ہے غذا بھی ہے ذیتون کا کھانا طبع کو مسرت بخشتا ہے مقوی باہ و من بدن بھی ہے اگر اسکی گٹھلی کا مغز چربی اور آٹے میں ملا کر کوٹھی کے بدن پر مالش کریں تو جذام کو دھو بیچ کر تار ہے اگر اسکے شیرہ کا فر زہر عورت لہو سے تو بچھان دان کا ہتھامو قوم ہو جاتا ہے اگر نمک اور پانی میں اسکا پھل ملا کر غرغہ کریں تو دانٹوں کی

پر خیال کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

قولہ (صفحہ ۱۸) قرآن مجید کے جملہ فقرات قسم پر صیح وال ہیں کہ قرآن مجید صاحب کا بنایا ہوا ہے۔

اقول۔ ناظرین صولت ہند کے صفحہ ۵۱ کی یہ وہی سطر ہے کہ جو بدین بنوال ہے (واللہ جملہ فقرات قسم پر صیح وال اندک کہ قرآن ساختہ و پرداختہ محمد است) جس سے ششی صاحب کا اول قسم خور ہونا جلد از قسم خور ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہونا انہی کے کلام کے موافق ثابت ہوتا ہے۔ پس ان کے نزدیک جبکہ قسم خور کا قول قابل حجت نہیں تو یہاں پر اسکا پھیل کر نافضل ہے۔ دوسرے منشی جی کو اعتراض سے بچانیکے واسطے پردہ نشین نے چٹ فقرہ قسم پر اڈا دیا اور مال مسروقہ ہضم کرنے کی نیت سے فقرہ

جڑون کو مضبوط کرتا ہے باقی جو کچھ فوائد اخیر میں ہیں وہ بھی اس میں پائے جانے میں علاوہ بلن زمیون کا فائدہ سا لہا سال تک باقی رہتا ہے اسکے پھل کو جو کچھ کچے چھڑتے ہیں انکا پھیل جتنا ہے اسکو طبیب لوگ زیت الانفاق کہتے ہیں وہ چراغوں قندیلوں وغیرہ میں ہلکے سے لگاتے ہیں کہ کام آتا ہے اسکی روشنی نہایت صاف اور لطیف ہوتی ہے جو شفا فی اسکی روشنی میں ہوتی ہے وہ سرسوں وغیرہ کے تیل میں نہیں ہوتی اور جو پختہ پھل گرتے ہیں انکا تیل بھی لگاتے ہیں اسکا نام زیت الطبیب ہے کہ ابوصد صاف اور نہایت شفاف اور خوشبودار ہوتا ہے بالون کو سیاہ کرتا ہے قلعے کے دروازے اور انٹرپون کے سہ سے دھنچ کرتے ہیں اور اسہال کے حق میں ارندھی کے تیل کی خصوصیت رکھتا ہے مالش اور ہنما کے باب میں روشن گل کی مانند ہے اور شری دھرمہ و قباد صدام و درونقرس و جع مفال و سبل اور رطوبت غلیظہ کو کہ بلکون میں پہنچتی ہے نہایت مفید ہے اگر بچہ کے کالے پڑ لگا ہوں تو بہت جلدی و در کو ساکن کرتا ہے۔ زمیون کی کوہلون کا ساگ پکتا ہے گانڈلون کی بھوچیا اور بڑکاری بہت عمدہ ہوتی ہے۔ زمیون کی لکڑی کی تسبیح بخشتی۔ اٹھی۔ لنگھی وغیرہ صدمہ ریشیا ربتی اور خلقت کے کام آتی ہیں بخضیکہ اسکے پھل پھل کچے اور کچے گٹھلی کے بیج پیتے اور ٹہنیاں وغیرہ سب چیز کام آتی ہیں کوئی بیکار نہیں جاتی۔

زمیون کی باطنی خصوصیتیں ہیں کہ جب اسکا تیل ہلکا ہے تو کمالی اور نیت اور چمک پیدا کرتا ہے اسی وجہ سے اہل کمال کے ساتھ اسکو زیادہ نسبت ہے کہ جب اپنی حیات کے پھل کو ریاضت کی گٹھالی میں گلا کر روح کے لطیف کرنے میں کوشش کو کے بہت کچھ وقت و طاقت پیدا کر لیتے ہیں اس وقت بڑی

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

آئو کہ فارسی ہتھارو کر دیا تاکہ شراخ نہ چلے ج چہ دلا اور بہت وزو سے کہ بکت چیلغ وارو +
قرآن شریف آنحضرت صلعم کا بنایا ہوا نہیں کلام الہی ہے اسلئے کہ آن سرور دین میں شاعری کا مادہ
بالکل نہیں تھا اسی وجہ سے آپ شعر کی موزونی وغیر موزونی بھی مفہوم نہیں کر سکتے تھے معاملہ التفریل
مطبوہہ صفحہ ۲۴ میں حضرت حسن سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیلایہ مصرعہ کہا
کَفَىٰ بِلَا سَلَامٍ وَاللَّيْلُ نَاكِهًا + اسوقت حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ
شاعر نے تو یوں کہا ہے کَفَىٰ بِلَا سَلَامٍ وَاللَّيْلُ نَاكِهًا + علی ہذا حضرت عائشہؓ سے
روایت ہے کہ ایک دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انجی بن قیس کے اس شعر سے کسی بات میں

روشنی اور نورانیت حاصل ہوئی ہے اور باوجود اس بات کے زیتون کا تیل دھوئین کی سیاہی سے
ارواح کاملہ کی مانند اور پُر نور ہوتا ہے بخلاوت و وسوسہ تیلوں کے کہ وہ باطل کی ریاضت کر نیوالوں
کی طرح دھانی نہیما ہی سے پڑھتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ اہل فکر و استدلال کے ساتھ بخوبی مناسبت
رکھتا ہے کہ معلوماً اس کے احوال کو فکر کی قوت میں نکالتے اور اوٹاٹے ہیں تاکہ روشنی اور چمک پیدا
کرے اور چیزوں کی حقیقت دریافت کرے کو پراخ کی روشنی کی طرح کام میں لائیں۔ زیتون کو قرآن
شریف کے لفظوں سے بھی مناسبت ہے کہ جسوقت قرآن کے لفظوں کی آمیزش کو اس کے معنوں
سے علیحدہ کریں تو حقائق انوار الہی کی آب و تاب دکھاتا ہے اور یہ بھی ہے کہ تمام دنیا کے زیتون
سے زیتون کی عمدہ یادہ ہوتی ہے فلسطین شام میں زیتون کے دخت سکندریونانی کے ہمراہیوں کے
ہاتھ کے لگائے ہوئے ایک موجود ہیں اور وہ اسوقت لگائے گئے تھے جب سکندریونانی ہندوستان
کی طرف آیا تھا یعنی واسط رشی کے وقت کے ہیں پس ہر درخت کی عمر جبکہ عرصہ ڈھائی ہزار سال سے
زیادہ ہوتی ہے اور یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زیتون کی واسطہ برکت کی دعا کی قرآن شریف
میں اللہ تعالیٰ نے اسکا نام شجرہ مبارک بیان فرمایا۔ یہ بھی ہے کہ اسکی پیدائش جگہ زیادہ تر ملک شام ہر
جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں کی انبیاء و اولیاء کی بود و باش کا مقام ہے۔ یہ بھی ہے کہ اسی درخت
کے درمیان حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طوطیاں پر نورانی شعبلوں کو آگ کی مانند چمکتے دیکھا تھا
گویا یہ محل انوار تجلیات بھی ہے۔

الحاصل زیتون کہ ظاہری فوائد کے ساتھ باطنی نورانیت وغیرہ بھی رکھتا ہے اور کمالات انسانی سے اشکو
(دانی صفحہ ۲۳ پر)

تشیل دی

اَسْتَبْدِيْ لَكَ اَيَّامًا كُنْتَ جَاهِلًا وَيَا تِيَاكَ بِالْاَخْبَارِ كَمْ يَزُوْدُ

نوا پنجاب کی زبان مبارک سے مصرعہ آخری یوں نکلا ویَا تِيَاكَ مِنْ كَمْ يَزُوْدُ بِالْاَخْبَارِ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مصرعہ یوں نہیں ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا میں شاعر ہوں اور نہ شاعری میری شان ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَكَ تَرْجُمَهُ نہ پہنچے آپ کو شاعری سکھائی اور نہ وہ آپ کے شایان ہے۔

پس آپ اُمتی ہو کر قرآن شریف جیسی جامع العلوم والفنون منبع فصاحت و بلاغت سرچشمہ حکمت و مناسبت بہت کچھ ہر اس واسطے ہر ایک تیل اور میوہ دار درخت سے افضل اور مظہر قدرت قادر ہے مگر نیم کا تیل جلانے والے اور نمولیان کھانیدار لے اور نیم کی پتیان چا بنے والے اور پیوان باندھنے والے سوم لٹا اور بھنگ بوزے۔ چرس۔ چنڈو کے روہر و زیون کی جو بیان کیا سمجھیں اور انکو زیون کے فوائد نہانا ایسا ہے کہ جیسا اندھے کی راہ میں چراغ جلانا۔ یا بھینس کے روہر و بین بجانا۔

پس اللہ تعالیٰ نے زیون کی خمیوں کو اور حقیقت صنعت کو قرآن میں قسم کے پیرا میں ظاہر کیا یعنی صحیفہ قانون قدرت کے بدیہیات کو امر شریعت کے دقائق حل کر نیکی واسطے شاہد کے طور پر قسم کے لباس میں ظاہر کیا ہے تاکہ اسکے طالب قول و فعل میں توافق و تطابق پا کر بخوبی سمجھ لیں کہ جسکے یہ افعال میں ہدایت کی ہے یہ اقول ہیں۔ اسکے علاوہ تین اور زیون اس پہاڑ کا نام ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ تیرے

بھائیوں میں سے تیری بات میں ایک نبی برپا کر دینگا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالو گا اور نیز موسیٰ علیہ السلام پر یہ بھی نازل ہوا تھا کہ خداوند قادر ان پر جلوہ گر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہودیوں نے دریافت کیا تھا کہ کیا تو وہ نبی بھی جس پر سلام ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں میں ہاں ملے ہیں اور میں انکا پیشرو ہوں۔

پس اس صورت میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کو قسم کے پیرا میں ظاہر کرنا ہے کہ جس نبی کی شان میں زیون اور تین پہاڑ پر پیشین گوئی کی گئی تھی وہ حضرت محمدؐ ہیں افسوس کہ باوجود تین اور زیون کے جو وہ ہونیکے تمام اس عدہ کو بالکل فراموش ہو گیا اور حضرت محمدؐ کی شان میں بے باکانہ چون چرا کرتے ہو جو کہ علمائے کی شان سے بعید ہے۔

گھوٹل تمام حیوانات میں بڑی بڑی خمیوں سمجھ پورا اور اعلیٰ شرف و امتنا ہے اور ایسا ہے بہا کہ اسکی قیمت کی کوئی حد نہیں اور ایسا سرکش اور قوی کہ جسکی ہٹ عالم میں مشہور ہے۔ (باقی صفحہ ۲۴)

ہدایت حجیم و ضخیم کتاب کہہ کر بنا سکتے تھے بالخصوص ایسی پیشل اور بے نظیر کہ جسکی نظیر دیکھنے سے
جن۔ ملائک۔ انسان روحانی وغیرہ جملہ مخلوقات عاجز ہوں اور ہر بات میں وہ سب پر فوق لیجائے
جو اثر تورات وغیرہ نامی نوشتوں اور ویدوں اور دساتیر سے آج تک نہیں ہو سکا وہ کل عالم میں
عرصہ ۱۳ سال کے اندر پھیلاوے۔

سنسکرت میں گھوڑے کو اسو فارسی میں اسبہ ہندی میں سب عربی میں شہب کہتے ہیں باعتبار رنگ اور
تیز رفتاری کے کہ شہاب کی طرح صاف روشن اور خوش رفتار ہے اسکا نام شہب ہوا۔

ایک قسم کے گھوڑے کو دیلمیر کہتے ہیں جسوقت وہ گر جائے یا سرکشی پاتا ہے سو اسکا پیر کپڑا گر دیتا ہے اگر اپنی
ہیٹھاری سے سوارزگے تو بیٹھ کر یا پشتنگ چلا کر یا آگاہا کہ غرضیکہ ہر جہد رت گرا دیتا ہے اسکے پیر پر خوشی
آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک قسم کے اور گھوڑے خاص ہیں کہ پانیوں میں تیرنے میں خوشکام ہیں
وڑے تیرنے میں مرکب کے مرکب جمال کے جمال۔ گھڑ کی زینت اور بھارت کا اسباب اسکی ذاتی خوبیاں سلوتری
کنامین مطالعہ کرنے پر محض ہیں اور اسے مذہب یک بقول مولیٰ ہر سرگ باشی گھوڑا ایمان کی صورت کیواسطہ
آجیات کا چشمہ ہر مہی دھڑکاش مطبوعہ کلکتہ بشرح مجرب باب ۲۳ منتر ۲۱۰ ۲۱۱۔

اسو میدہ بچ بغیر گھوڑے کے ہو نہیں سکتا۔ رگوید وغیرہ میں ایک ہزار منتر گھوڑے کی تعریف میں پیش
لئے گئے ہیں آریہ بزرگان اسکی قربانی کو اعلیٰ درجہ کی عبادت جانتے تھے ذرا کتب تواریخ مرد و مرداس
سرکاری اور مہاجرات وغیرہ ہندوؤں کے پوران ملاحظہ ہوں۔ خودیوید کے منتر یہی و اہم کم پڑھتی ہیں
ایشور فرماتا ہے کہ گھوڑا ایسی عمدہ و مقدس قربانی کی چیز ہے کہ اسکے کپے اور کپے گوشت کو اور سر کے
منفر کو دیکھ کر دیوتا بڑے خوش ہوتے ہیں اور گوشت بھننے کی خوشبو سونگھ کر مارے خوشی کے پھولے
نہیں ہماتے اور باجھین چیر چیر یا تھ پھیلا پھیلا کہتے ہیں کہ کب ہم ہوگا دیکھو وید اور قرآن کا مقابلہ
خاکسار، افسوس پر وہ نشین اپنی ناواقفی کے سبب ایسی مقدس چیز کو ادنیٰ خیال کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسکی
قسم جو کھائی تو یہ ظاہر کیا کہ ایسا سرکش جانور کہ تمام خوبیوں کا سرچشمہ اور قربانی اور بچ کے قابل شہاب کے
مانند تیز روان ہے پیدا کیا اور ہمارا رام بنایا۔

پس اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کاملہ کی قسم کھائی مگر نادان آدمی نہ سمجھیں تو کیا کیا جاوے۔

اہل حق کا کام تو سمجھانا ہی نہ نہیں نشین کرانا ہر رسولان بلاغ باشند و بس + ۱۲

بھلا اس عالمگیر ہدایت کے دفتر کو کوئی ذی روح بنا سکتا ہے یا اسکے مقابل کچھ کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پر وہ نشین جیسے جاہل ناحق افراط پر دازیان کرتے ہیں۔

اگر انکے فہم ناقص ہیں یہی سمایا ہوا ہے کہ قرآن آن سرور دین کا بنایا ہوا ہے تو یہ لوگ بھی آخر انسان ہی ہیں ذرا پادریوں سمیت مل جل کر سمیت کرین مشن اور سماج کی کارروائیوں میں جو لاکھوں کو تباہ کر رہے ہیں اور جو بڑے الزام لگا کر ناحق دوزخ کے گندے بنتے ہیں اس میں کیا فائدہ ایک آدھ سورۃ یا ایک دو ورق عربی جہارت قرآن شریف کی مثل بنا کر مسلمانوں کو ملزم ٹھہرا دیں کہ جو تیرہ سو برس سے تمہارا دعویٰ چلا آتا تھا اس کا جواب کافی یہ ہے تاکہ آریے وغیرہ مفتری اپنے دعویٰ میں سچے سمجھے جائیں اور اگر اسکی مثل نہ لاسکے تو پھر انکے مفسد اور مفتری ہونے میں کیا شک ہے آپ کے گورو دیواندگی سے سفیادہ پر کاش میں لکھا ہے ”بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اسکی مانند کوئی سورۃ نہ بنے کیا الکر بادشاہ کی وقت مولوی فیضی نے بنا لفظے کا قرآن نہیں بنالیا تھا“

مگر کیا کمین ہدایت جی نے اپنے بھولے پن سے جسکو قرآن خیال کیا وہ بھی قرآن مجید کی تفسیر ہی نکلی اور خوبی یہ کہ اس میں لکھا ہے قرآن مجید جو کہ ایک سمیل کتاب ہے اسواسطے میں نے بھی اسکی یہ تفسیر صنعت عجیبہ میں بے نظیر بنائی ہے کہ قرآن شریف کی رونق بڑھے کیونکہ روئے زیبا کو طلسم دیباہی زینت بخش ہوتا ہے نہ درمی اور ٹاٹ۔

پھر قرآن شریف کے بے نظیر ہونے کو فیضی نے بڑے زور سے ثابت کیا ہے اور اسکا مقابلہ کر نیوالوں کو منقسم عقل فہمی عنادی حسا و غیرہ لفظوں سے یا دکیا ہو دیکھو اس کی اصل عبارت۔

(وَ اَنْتُمْ طَائِفٌ مِّنْ اَهْلِ الْحَرَمِ رَفِیْ) اَعُوْا وَّوْھِم وَعَدَم عَلِیْم

اَوْ رَسَالِہٖ صَلَّعَہٗ لِحَوْلِ خَلَامِکُمْ وَعَوْرُ صِدِّ وَّرِکْمَ (مَعًا) هُوَ مَوْصُوْلٌ

رَزَلْنَا) وَ هُوَ اَوْ رَسَالِہٖ سَمَّہَا سَمَّہَا وَ کَلَامًا کَلَامًا لِّمَا وَ هَمُوْہَا کَلَامًا لِّلّٰہِ

وَمِنْ سَلَاہٖ وَ لَا اَبْرَسَلْ کَلَامًا مَّعًا کَلَامًا وَّسِیْلًا وَّلَا قَوْلَ (عَلٰی عِبْرَتَا) تَحْشُرْ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَأَصْلُهُ اسْمُ كُلِّ مَلَكٍ لَهُ رُوحٌ وَدَرَكٌ وَهُوَ
 أَحْمَدُ السَّمَاءِ لَهُ صَلَاحٌ رَفَعَتْهُ سُبُورُهُ هُمُومًا مَصْلُ سُبُورِهِ لَا وَسَاطِحَهَا
 وَطَوَّالِيهَا مِنْ مِثْلِهِ عَدْلٌ مَا أَرْسَلَ مَدْلُولًا وَادَاءً وَاحْكَمَا وَحِكْمًا وَ
 وَعِلْمًا وَمَعَادَةً مُحَمَّدٌ صَلَاحٌ وَلَا أَوَّلَ اصْخَرُوا عَمَلًا دَوْمُوا وَادِرُوا
 شَهَادَةً الْعَدْلُ لِسَادَةِ دَعْوَاكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ سِوَاهُ
 اُنْتُكُمُ أَهْلُ الْوَلَعِ (صِدِّيقِينَ) كَلَامًا وَاحْكَا صِلَ كَوَصَمَ دَعْوَاكُمْ كَمَا
 هُوَ مَوْهُوْكُمْ سَدُّ وَآكَلَكُمْ مَكْمُورٌ - ترجمہ اور حرم کے مفسد و عقول کے چکر کھانے
 اور سینوں کی بجی کے سبب (اگر ہو تم شبہ اور وہم میں) اور رسول اللہ کے مرسل ہونے کی لاعلمی میں
 (اُس چیز میں کہ جسکو ہم نے اُتارا ہے) تنزیلِ حقہ حقیقہ اور کلام کلام کر کے بھیجنے کو کہتے ہیں اسلئے
 نَزَّلْنَا کہا کہ ان کو وہم تھا کہ قرآن خدا کا کلام اور اسکا بھیجا ہوا نہیں اگر ہو تا تو پہلے صحیفوں کی مانند
 یکبارگی بھیجتا (اپنے بندے محمد پر) اصل میں بعد اُس ملک کا نام ہے جس میں فوت اور فہم کا
 مادہ ہوا اور آپ کے لئے یہ بڑا عہدہ و اولیٰ نام ہے (پس لے آؤ کوئی سورت) پھوٹی ہو یا متوسط طبعی
 نہ ہو۔ یعنی جو بھیجے ہوئے کلام سے مدلول اور معانی اور ادائے مطلب اور احکام اور حکمتوں
 اور علوم کی جہت سے مشابہ ہو یا (مثل اسکی) مثیلہ کی ضمیر کا معاد اور مرجع صحیح صلعم بھی ہو سکتا
 ہیں لیکن صورت اولیٰ نہایت اولیٰ ہے (اور بلا لاؤ) قصد کرو اور وار د کرو (اپنے گواہوں کی)
 یعنی عادلوں کو اپنے دعوے کی تائید کیواسلئے ایسے گواہ کہ (خدا کے سوا ہیں) اور جو بڑے لوگو
 اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔
 حاصل یہ کہ اگر تم تارا دعویٰ صحیح ہے جیسے کہ تمہارے کلام کا مطلب اور نیز تمہارا وہم ہے تو
 تم اپنے دعوے کی تصحیح و تصدیق و تائید کیواسلئے عدول لاؤ۔

البتہ دہد کے متر متر سے ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی ہندی بھاٹ وغیرہ کا بنایا ہوا ہے چنانچہ اس میں بجز کچھ نکتے جلانے اور بے تعداد نمسکاروں اور بیجا مبالغوں اور جھوٹی تقریظوں اور فضول ذکروں کے روحانی و جسمانی تعلیم کچھ بھی نہیں۔ نہ معلوم آریہ اسکو کس طرح خدا کا کلام گنتے ہیں اور منبع علوم و فنون شمار کرتے ہیں۔

قولہ۔ ربیع سوم مشکات میں ہے کہ محمد صاحب نے اپنے والد کی قسم کھائی۔
اقول۔ یہ پردہ نشین کا محض اقترا ہے کہ آنحضرت نے اپنے والد کی قسم کھائی اس لئے کہ حدیث ابو داؤد میں یہ کلمات واقع ہیں اَفْلَحَ وَ اَيُّدُ اِنْ صَدَقَ۔ ترجمہ۔ نجات پائی اُس نے قسم ہے اُس کے باپ کی اگر سچا ہے تو لفظ اب جس کی طرف مضاف ہے وہ غائب کی ضمیر ہے نہ شی اندر میں نے ازراہ جبل مرکب ضمیر غائب کا ترجمہ بہ لفظ متکلم کیا۔ اور پردہ نشین نے آپ کی علمیت کے بھروسے پر تقلید لکھی یہ بھی مادی۔ علی ہذا مشکوٰۃ کو مشکات بغیر او لکھنا بھی آپ کی لاعلمی پر دال ہے۔ پھر افسوس اس لیاقت پر کہ مشکوٰۃ اور مشکات کی تمیز نہیں اور فقرات قسمیہ پر رائے دیتے ہیں۔
اسکا جواب اول تو مظاہر الحق سے اپنے خود ہی نقل کر لیا ہے کہ یہ قسم رسول صلعم کی زبان مبارک سے بقصد برآمد ہوئی تھی۔ دوسرا یہ کہ قبل از ورود نہی قسم غیر خدا سے صادر ہوئی تھی۔ تیسرا یہ کہ جس طرح حرف ندا زائد شکم کی زبان سے اثناء کلام میں واقع ہوا کرتا ہے اور اُس سے پکارنا یا مخاطب کرنا مقصود نہیں ہوتا کیونکہ مخاطب موجود اور متوجہ بکلام ہوتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اثناء کلام میں لفظ وَ اَيُّدُ زائد واقع ہوا تھا دراصل وہ قسم ہی نہیں تھی۔
قولہ۔ ملا جلال الدین اخلاق جلالی کے لمحہ چہارم میں لکھتے ہیں کہ کلی از سو گند خواہ راست باشند خواہ دروغ نہی کنند چہ سو گند از ہم کس قبیح است۔

اقول۔ اول تو یہ ملا جلال الدین کا قول ہے کہ مجبور دگی قرآن کے اس سے استدلال باطل ہے دوسرا اسکا مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت قسم کھانے کی عادت نیکے ایسا نہ ہو کہ حسب عادت جھوٹا بھی منہ سے نکل جائے اعدائے گار ہووے یہ نہیں کہ حق بات یا صداقت کے اظہار کے وقت یا محافل میں کو ذلیل کرنے کے واسطے یا مقدمات میں گواہ نہ پائے جانے کی حالت میں بھی قسم نہ کھائے بلکہ ایسے مقدمات میں تو ضروریات سے ہے۔ اسی لئے حکام وقت بھی اہل مقدمہ کو حلف پڑھ کر یا

دیتے ہیں اور وید والوں کا تو کیا کہنا کہ باوجود رشی مہنی ہونے کے گائے بھینس بھیر بکری مرغی
گدھی جورو بچوں کی قسمیں کھایا کرتے اور دوا یا کرتے تھے اس کی تصدیق وید شاستر سے اوپر
گذری آنجناب ناداقی سے جو چاہیں بجا کریں۔

قولہ۔ ابو الفضل میں لکھا ہے کہ سوگند خور پناشد سوگند خور دن خود را بد فرغ گوئی متهم داشتن است
و مخاطب را بد گمانی نسبت دادن۔

اقول۔ اول تو یہ بھی مذہبی اسلامی کتاب نہیں کہ قابل استدلال ہو آنجناب ناداقی کے
سبب پیش کرتے ہیں۔ دوسرا اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان سوگند خور یعنی حلاوت نہ بنے کیونکہ
یہ بدشہ شرعاً ناجائز ہے۔

قولہ۔ آپ ہی خدا نے قرآن میں قسمیں کھائیں اور آپ ہی لکھا کہ قسم کھانے والے کا اعتبار
نہ کر بھیر قسم توڑنے کی اجازت دی بھیر استحکام کی ترغیب لائی غرضیکہ خدا نے محمدیہ کے
گوناگون متناقض خیالات ہیں۔ اگر محمدیوں کے اقوال و افعال مختلف ہوں تو کیا عجب۔

اقول۔ قدر زور گشتنا سد یا شناسد جوہری۔ ماہران قرآن خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
ہر ایک قسم کا موقع و محل قرآن میں جدا جدا بیان کر دیا ہے۔

چنانچہ جہاں قسمیں کھائی ہیں وہاں بغرض ثبات توحید و عظمت خود و امر رسالت و اظہار حق قسم
کے پیرایہ میں قانون قدرت کو شہادتا پیش کیا ہے۔

جھوٹی اور غیر خدا کی اور لغو قسم کھانے سے منع فرمایا کہ اس سے عظمت خداوندی میں فرق آتا
اور حالانکہ دل میں شرک فی العلم پیدا ہو جاتا ہے کہ غیر عالم کو شاید حال قرار دیتا ہے۔

ان قسموں کے توڑنے کی اجازت دی کہ جس سے حلال شے حرام ٹھہری یا حرام چیز حلال قرار پاتی
ہے کہ اس میں احکام شرائع کا ابطال لازم آتا ہے۔

ان قسموں کے استحکام کی ترغیب لائی جو خاص صورت کیلئے وقوع میں آتی ہیں اور پوری کر نیکی
قابل ہیں۔ گائے اور گدھے وغیرہ کی قسم کھانے والوں کی قسم کا اعتبار نہ کر نیک حکم دیا۔

مگر یہ دشمن کی عجب عقل و فراست ہے یا دہوکہ دہی کی عادت ہے کہ جملہ قسم کو بلا تشیع
مقام و محل و تفصیل صورت خاص قرآن سے ثابت بنا کر چٹا سپر یہ اعتراض جڑ دیا کہ خدائے

محمدیہ کے متناقض خیالات ہیں انہی بقول شخصہ ناجز جائزے آئین ٹیڑھا علم قرآن سے تو خود
ماہر نہیں اور خدائے قدوس کے متناقض خیالات بتلاتے ہیں اور بلا وجہ مسلمانوں کو لازم ٹھہرا ہیں
بجلا صاحب اتنا قضا کو کہتے ہیں کیا مطلق اختلاف صورت یا اختلاف محل کا نام قضا
ہے؟ اگر ہم یہ کہیں کہ پریشینو قسم نامہ کے مولف سے خوش نہیں اور اُسکے عجیب سے راضی ہے تو کیا
اسکو متناقض کہیں گے ہرگز نہیں۔ مگر ان اصول کا سمجھنا اُنسی کا کام ہے جو علوم عقلیہ سے واقف ہو چکا
گر ہون کا اُترن کھانے والے اور مردوں پر گڑ بچوانے والے کیا جانیں۔
قولہ۔ الغرض اب ہم سب آیات متعلقہ قسم قرآن سے نقل کر کے حصہ حوالہ سورہ و سپارہ ہدیہ
ناظرین کرتے ہیں۔

اقول۔ اُردو عبارت متفرق مقامات سے بلا رعایت تقدیم و تاخر نقل کر کے اس پر اعادہ اعتراضات
مذکورہ بالا کرنا طول فضول ہے۔ اگر اہل علم ہیں تو مرد میدان بنیں۔ ایک چھوٹی سی صورت کے برابر
کچھ عربی عبارت قرآن شریف کے مقابل بنا لائیں۔ یا کسی عبارت پر عالمانہ اعتراض کریں تاکہ آپ کی
قابلیت سب پر عیاں ہو۔ اوپر سے بھی دندان شکن جواب دیا جاوے۔ بقول شخصہ گھر میں
نیک پاس جولا ہے سے لٹھ لٹھا۔

اُردو بولنا آتا نہیں اندر میں کی عبارتیں چورا چورا نام حاصل کرنا اور دل بخارات نکالنا چاہتے
ہیں۔ جائے حیرت ہے۔

چونکہ ہر ایک اعتراض کا تحقیقی و الزامی جواب نہایت دال اور باصواب پیشتر عرض کر چکا ہوں
اور نیز حکم آنکہ

چو یکبار گفتی مگو باز پس کہ حلوا چو یکبار خورد و پس
اعادہ غیر مناسب لوم ہوتا ہے اور بھی جبکہ مجبور رسالہ کی اصل ہی فاسد و باطل ہے تو فرع کا بطلان
خود ہی حاصل ہے اے وَحْشِیْن نَبَاکِ الْاَوْصِیْنِ کَرِیْمِ الْبَدَنِ

— — — — —

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یا الہی یا الہی یا الہ کون تجھ ہے کریم و مہربان نفس و شیطان سے ہوں گم کردہ راہ اذرہ اکر ام و بندہ پروری حال میرا تجھ پہ ہے سب کچھ عیان لیگی ہے ظلمت کذب و دروغ کاسہ سر پہ دعوت سے بھرا بے گناہ مجھ پر نہ گذری اک گھڑی بہنگدوں کے روز چوئے آستان بخت خوابیدہ کی صورت سالما آہ رھلت کی گھڑی آنکھیں کھلین لینے سودا ہمارے سودا کی کمان ہے ہوا و حرص کا دل پر وبال کو لدے یا ب تو اسکے بال و پر اُس ہے دریائے عصفیاں میں تری غیب سے دیجے بھیج رحمت کی ہوا تقدیر عمر و صحت تن لا کلام آنکھ کفران سے خرم جل گیا پاس عسرت میں مری بہ زندگی سو نہیں قسم بدن کی بڑیاں ہوئے ہی پیدا میں مر جاتا اگر جل در وحشت میں با حال تباہ	سیکون کی ہے تو ہی جائے پناہ جسکے درپن کروں آہ و فغان راہ سے پھرتا ہوں بھٹکار و سیاہ دستگیری کر مری اور رہبری کچھ نہیں حاجت کروں اسکا بیان خانہ دل سے بصیرت کا شروع خیر و شر مطلق نہیں ہے سو جھٹا دل سے طاعت ہی نکوئی بن پڑی در پتیر سے ہی نہ پھٹکا جادوان بیخود و مدھوش ہوتا ہی رہا ساز و سامان سفر پہلے نہیں پنیٹہ اجڑی لگ گیا ہے کاروان سست ہیں مرغِ نفس کے پر وبال تاکہ ہو نیچے منزل مقصود پر جبکہ ڈالوان ڈول ہے کشتی مری تاکہ دم میں پار ہو بیڑا مرا اپنے ہاتھوں کھودے میں نے تمام دانہ نیکی کا نہیں باقی رہا دُور کی مانند غائب ہو گئی حلق میں گھل گھل کے مثل شبنم پہا تو نہ جھکتی بار عصفیاں سکر عمر سب گذری ہے میری یا الہ
---	--

تیری مرضی کے مطابق بالیقین
 نامہ بدیوں سے ہوا کالاتام
 پر خطا و پر جفا و سنگدل
 زو سیاہ و سفید و چشم تر
 تیرا بندہ آکھڑا تیرے حضور
 اپنی رحمت کا نہ فرج مجھ سے چھپا
 میری بدیان یا اللہ المسلمین
 ہوں سراپا میں سزا و ایرسزا
 تیری رحمت سے لگ رہے یہ امید
 در پہ پڑنے کی الالاج رکھ
 از رو الطاف و احسان کرم
 علم و دانائی مجھے کروہ عطا
 نیک کاموں کی مجھے توفیق دے
 یا الیٰ لوٹ عضیان سے بچا
 میری عجب و نالوائی بیکیسی
 نفس و شیطان پڑ گئے پیچھے مرے
 تر سے اپنے اُنہیں مقہور رکھ
 میں ہوں تنہا اور دشمن صد ہزار
 فوج نصرت لشکر فتح و طہر
 دور کر دے میرے دل کی سیکلی
 گلشن امیکہ غنچے کھلا
 جلد برلا وہ تمنائے ولی
 صورت و سیرت کے سب چال و چلن

ایک نیکی میرے دامن میں ہیں
 فکر میں کا تب پڑے جو ہیں کرام
 خبیث باطن سے مر شیطان خجل
 پڑ خطا و شر مسار و خیرہ سر
 دور سمت کرا سے تو دور دور
 اور مخاطب ہو کے سن میری دعا
 در حقیقت عفو کے قابل نہیں
 مستحق نار و در روز جزا
 دم میں ہو سپراسیہ نامہ سفید
 سر گر کرنے کی خدایا لاج رکھ
 پھیر دے سب پر معافی کا قلم
 جس سے سو جھجھو خود بخود حق و خطا
 اور بڑے کاموں بالکل روک لے
 خالص و مخلص مجھے بندہ بنا
 تجھ پہ روشن ہے خداوند ابھی
 ہے غرض اُنکی مرا ایمان مٹے
 قربت بھی میرے اُن کو دور رکھ
 جان ہے اس غم سے ہر دم بھیرا
 بھیج دے میری مدد کو زود تر
 بخشدے تسکین مٹا دے کھلبلی
 اور ہر بار گلشن عرفان دکھا
 جو مٹا دے جان و دل کی بے کلی
 اس حسن کے کر دے یارب حسن

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ بات اظہار میں شش ہے کہ فی صدی نوے امراض قانون قدرت کی باقاعدہ چلتی ہوئی مشین
بگڑ جانے اور اس میں غیر ضروری یا ضرورت سے زیادہ مرغن اور سخت غذائیں ڈالنے سے
پیدا ہوتے ہیں۔ اسے تندہستی قائم رکھنے کی واسطے لازمی امر ہے کہ معدہ کا فعل درست رکھا جا
یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ بار بار مہسل لینے اور مہسل کے عادی ہونے سے بھی
فعل معدہ درست نہیں رہتا اور وہ اس قدر ناقص اور ضعیف ہو جاتا ہے کہ اُسے معمولی غذا پر
مضہم کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ ان تمام نقائص کو دور کرنے کے واسطے ایک نمک طیار کیا گیا ہے
جس کا صرف اس قدر کام ہے کہ غیر مضہم غذا کو مضہم کرنا اور مضہم شدہ غذا کے فضلہ کو خارج کر دینا
اب آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ یہ نمک کس قدر مفید ثابت ہو گا۔ گو بظاہر اس کے صرف دو معمول
فائدہ ہیں۔ لیکن دراصل یہ نوے فی صدی امراض دفع کرے گا۔ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ تمام شہتہ دار
کی طرح لمبی چوڑی ضرورت درج کی جائے کہ یہ نمک ظان ظان امراض کو جڑ سے کھودیتا ہے
اس کا اندازہ ذی فہم خود فرما سکتے ہیں کہ جو چیز معدہ کا فعل درست کر سکتی ہے وہ کس قدر دفع
امراض کی واسطے مفید ثابت ہوگی۔ امتحاناً ۴۷ نمک ہر ایک صفا اپنے انتظام سے منگوا سکتے
ہیں قیمت شیشی نو روپہ ۴ کلان ۵۰ محصلہ لٹاک و منہ خریدار۔ ڈاکٹر بنی محمد بنیچا و وہ فارسی دکنی

٢٨١٢١

٢٩٢

DUE DATE



URDU STACKS

٢٠١٢

٢٩٤

٢٩٤

بابت تمام

الوقت حسن

٢٩٤

DATE

NO.

DATE

NO.